بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ ربوہ
روزنامہ
# الفضل
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
فون ۴۴۹
جلد ۳۸ | بدھ ۲ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ ۲۷ احسان ۱۳۶۳ ہش ۲۷ جون ۱۹۸۴ء | نمبر ۱۴۸

## اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۶ احسان / جون۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے"

احباب کرام خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خاکسار کئی روز سے ٹانگ میں درد کی وجہ سے بہت بیمار ہے۔ بہت علاج کئے ہیں لیکن افاقہ نہیں۔ نیز کمزوری بھی ہے۔ احباب کرام سے رمضان کے آخری عشرے میں درخواست ہے کہ میری شفایابی کے لئے دعا کریں۔

(گیان چند جین۔ مینیجر الفضل)

# عید کے دن امراء غریبوں کے گھروں میں جائیں اور انکو تحائف دیں

## اس میں آپ ایسی لذتیں پائیں گے کہ دنیوی لذتیں ہیچ ہو جائیں گی

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبہ عید الفطر ۱۲ جولائی ۱۹۸۴ء سے چند اقتباسات

رمضان المبارک کے کئی اسباق ہیں۔ ان میں سے دو بڑے گہرے سبق ہیں جو دراصل رمضان ہی کے نہیں بلکہ ہر مذہب کا خلاصہ ہیں۔ ان میں سے ایک عبادتِ الٰہی ہے اور دوسرا بنی نوع انسان کے ساتھ سچی ہمدردی اور پیار اور خدمتِ خلق اور لوگوں کے دکھ سکھ میں شریک ہونا ہے۔ یہ دو گہرے سبق ہیں جو رمضان ہمارے لئے لے کر آتا ہے۔ اس درخت پر اگر عبادت کے سوا کوئی اور پھل لگا ہوا آپ دیکھیں گے اور اپنی توقع کے مطابق اس پھل سے لذت حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو آپ کو سخت مایوسی ہوگی۔ اس پر تو عبادت کا پھل لگنا چاہیئے اور عبادت کا پھل سمجھ کر جب آپ عید منائیں گے تو پھر آپ عید کا لطف اٹھائیں گے ...

پس آج اگر اس جذبہ کے ساتھ نمازیں پڑھیں اور مسجدوں میں رونقیں بڑھائیں کہ .... ہماری عید یہی ہے کہ ہم عبادت کریں اور خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں اور عرض کریں لبیک اللّٰھم لبیک۔ اے میرے اللہ میں حاضر ہو گیا ہوں اور میں نے تیرے سبق کو بھلایا نہیں ہے۔ اب تو مجھ سے پیار کا اظہار فرما مجھ پر محبت کے جلوے ظاہر فرما۔ تو میرا ہو جا، مجھے ان عبادتوں کی لذت بخش۔

الغرض جو شخص عید کے دن ایسی نمازیں پڑھے گا اس کی تو عید ہی ہے۔ وہ عید میں ایسی لذت پائے گا کہ غیر اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

"جیسا کہ میں نے بتایا ہے عید کا دوسرا پہلو خدمتِ خلق ہے۔ غریب کے دکھ میں شریک ہونا اس کا دکھ بانٹنا اور اپنے سکھ اس کے ساتھ تقسیم کرنا یہ اور اس قسم کے دوسرے نیکی کے کام خدمتِ خلق سے تعلق رکھتے ہیں ...

اس نقطۂ نگاہ سے میں آپکو نصیحت کرتا ہوں کہ آج کے دن امراء اپنے غریب بھائیوں کے گھروں میں جائیں اور وہ تحفے جو آپس میں بانٹتے ہیں ان میں اپنے غریب بھائیوں کو بھی شامل کریں۔ آپس میں بھی ضرور کچھ نہ کچھ بانٹیں کیونکہ یہ حق ہے ذی القربیٰ کا بھی حق ہے۔ دوستوں کا بھی حق ہے۔ یہ حقوق بھی ادا ہونے چاہئیں .... آج عید کی نماز کے بعد ضروری امور سے فارغ ہو کر اگر وہ لوگ جن کو خدا نے نسبتاً زیادہ دولت عطا فرمائی ہے۔ زیادہ تمول کی زندگی بخشی ہے وہ کچھ تحائف لے کر غریبوں کے ہاں جائیں اور غریب بچوں

(باقی صفحہ پر)

## خدا تعالیٰ کی محبت کا عملی ثبوت دو!

"اصل توحید کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے پورا حصہ لو۔ اور یہ محبت ثابت نہیں ہو سکتی۔ جب تک عملی حصہ میں کامل نہ ہو۔ نری زبان سے ثابت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی مصری کا نام لیتا رہے تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ شیریں کام ہو جاوے یا اگر زبان سے کسی کی دوستی کا اعتراف اور اقرار کرے مگر مصیبت اور وقت پڑنے پر اس کی امداد اور دستگیری سے پہلوتہی کرے تو وہ دوست صادق نہیں ٹھہر سکتا۔ اسی طرح پر اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا نرا زبانی ہی اقرار ہو اور اس کے ساتھ محبت کا بھی زبانی ہی اقرار موجود ہو تو کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ حصہ زبانی اقرار کی بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۸۸-۱۸۹)

فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ

پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: سید عبد الحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ، قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۲۷ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ

۲۷ احسان ۱۳۶۳ ہش

# حالتِ جذب میں گزرنے والا خصوصی رمضان

وصول الی اللہ کی صوفیائے کرام نے دو راہیں بیان کی ہیں۔ ان میں سے ایک سلوک کہلاتی ہے اور دوسری جذب۔ سلوک کی راہ اختیار کرنے والے کو سالک کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ جسے جذب کی راہ پر چلاتا ہے اسے کہا جاتا ہے مجذوب۔

سالک یعنی سلوک کی راہ اختیار کرنے والا خود اپنے عزم اور ارادہ سے اللہ اور رسولؐ کی مقرر کردہ راہ کو اختیار کر کے اس میں پیش آنے والی تمام سختیوں اور تلخیوں کو برداشت کرتا اور پوری جدوجہد اور پوری ہمت اور کوشش سے ایک منزل کے بعد دوسری منزل طے کر کے وصال الٰہی کی منزل تک پہنچتا ہے۔ برخلاف اس کے اہلِ جذب یا مجذوب وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ صرف سلوک کے درجہ پر ہی نہیں رکھتا بلکہ انہیں خود اپنی طرف کھینچتا ہے اور انہیں ایسے مصائب و شدائد میں سے گزارتا ہے جس سے ان کا آئینۂ دل اس قدر صیقل ہو جاتا ہے کہ اس میں انوارِ الٰہی منعکس ہونے لگتے ہیں۔ اس طرح خدا تعالیٰ انہیں خود لقائے الٰہی کی منزل پر پہنچا دیتا ہے۔ سالک اور مجذوب دونوں کی اصل منزل ایک ہی ہوتی ہے لیکن اس تک پہنچنے کی راہیں مختلف ہوتی ہیں۔ جنہیں علی الترتیب سلوک اور جذب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ وصول الی اللہ کی ان دونوں راہوں، ان کی کیفیات اور ان کے باہمی فرق کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"صوفیوں نے ترقیات کی دو راہیں لکھی ہیں۔ ایک سلوک اور دوسرا جذب۔ سلوک وہ ہے جو لوگ آپ عقلمندی سے سوچ کر اللہ اور رسولؐ کی راہ اختیار کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران آیت ۳۲) یعنی اگر تم اللہ کے پیارے بننا چاہتے ہو تو رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرو۔ وہ ہادیٔ کامل وہی رسول ہیں جنہوں نے وہ مصائب اٹھائے کہ جن کی دنیا اپنے اندر نظیر نہیں رکھتی۔ ایک دن بھی آرام نہ پایا۔ اب پیروی کرنے والے بھی حقیقی طور سے وہی ہوں گے جو اپنے متبوع کے ہر قول و فعل کی پیروی پوری جدوجہد سے کریں۔ متبع وہی ہے جو سب طرح پیروی کرے گا۔ سہل انگار اور سخت گفتار کو اللہ پسند نہیں کرتا بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے غضب میں آویگا یہاں جو اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا تو سالک کا کام یہ ہونا چاہیئے کہ اول رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی مکمل تاریخ دیکھے اور پھر پیروی کرے۔ اسی کا نام سلوک ہے۔ اس راہ میں بہت مصائب و شدائد ہوتے ہیں۔ ان سب کو اٹھانے کے بعد ہی انسان سالک ہو جاتا ہے۔

اہلِ جذب کا درجہ سالکوں سے بڑھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلوک کے درجہ پر ہی نہیں رکھتا۔ بلکہ خود ان کو مصائب میں ڈالتا ہے اور جاذبۂ الٰہی سے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ کل انبیاء مجذوب ہی تھے۔ جس وقت انسانی روح کو مصائب کا مقابلہ ہوتا ہے۔ ان سے فرسودہ کار اور تجربہ کار ہو کر روح چمک اٹھتی ہے۔ جیسے کہ لوہا یا شیشہ اگرچہ چمک کا مادہ اپنے اندر رکھتا ہے لیکن صیقلوں کے بعد ہی مجلّٰی ہوتا ہے حتیٰ کہ اس میں منہ دیکھنے والے کا منہ نظر آجاتا ہے۔ مجاہدات بھی صیقل کا ہی کام کرتے ہیں

(باقی دیکھیں ص۷ پر)

# آدھی رات

محمد علی چوہدری
سابق پرنسپل
تعلیم الاسلام کالج
ربوہ

جاگ اے شرمسار آدھی رات
اپنی بگڑی سنوار آدھی رات

یہ گھڑی پھر نہ ہاتھ آئے گی
باخبر۔ ہوشیار۔ آدھی رات

ہوش و صبر و قرار کا دامن
ہو گیا۔ تار تار۔ آدھی رات

اشک در اشک جھلملانے لگا
میرا، قرب و جوار، آدھی رات

وہ جو بستا ہے ذرّے ذرّے میں
کبھی اُس کو پکار آدھی رات

اُس کے دربارِ عام میں جا بیٹھ
سب لبادے اُتار آدھی رات

دو گھڑی عرضِ مدّعا کر لے
وقت ہے سازگار آدھی رات

بابِ رحمت کو کھٹکھٹانے دے
میرے پروردگار۔ آدھی رات

میری فریاد کا جواب تو دے
بول اے کردگار۔ آدھی رات

شدّتِ غم میں کچھ کمی کر دے
اب تو اے غمگسار آدھی رات

بے کسوں کو تری کریمی کا
آگیا اعتبار۔ آدھی رات

اپنے داتا کے در پہ آیا ہے
ایک اُمیدوار، آدھی رات

کھلتے کھلتے کھلے گا بابِ قبول
عرض کر بار بار، آدھی رات

کس لئے بے قرار ہے مضطر
کس کا ہے انتظار آدھی رات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# جو منگے سو مر رہے پر مرے سو منگن جا

## قبولیت دعا کا فلسفہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریرات کی روشنی میں

(مکرم عبدالسمیع خان صاحب — ربوہ)

ہم جس حیّ و قیوم خدا پر ایمان لاتے ہیں وہ دعاؤں کو سنتا اور انہیں قبول کرتا اور اپنے بندوں کو دعاؤں کے مقبول ہونے کی بشارات دیتا ہے۔ اسی لیے دعا خدا شناسی کا زبردست ذریعہ اور دوسرے مذاہب پر دین حق کا فخر اور ناز ہے دعا وہ چیز ہے جو عبودیت اور ربوبیت میں ایک رشتہ پیدا کرتی ہے۔ یعنی انسان کو خدا سے ملا کر مقصود حیاتِ انسانی کو پورا کرتی ہے۔ اس کے دونوں کنارے ہی مبارک ہیں جس دل سے اٹھتی ہے اس کو بھی پاک کرتی ہے اور جب خدا اسے قبولیت کا جامہ پہناتا ہے تو بے انتہا خوشیوں سے معمور کر دیتی ہے۔

لیکن اس عظیم الشان نعمت کو کس طرح حاصل کیا جائے۔ اس کے بھی کچھ گُر اور راز ہیں اگر انسان ان کو پالے اور ان پر عمل پیرا ہو تو خوش بختی کی کنجیاں اسے مل جاتی ہیں۔ سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"میں دعویٰ سے کہتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ اگر انسان اس کو سمجھ لے اور وہ دعا کے راز سے آگاہ ہو جاوے تو اس میں اس کی بڑی ہی سعادت اور نیک بختی ہے اور اس صورت میں سمجھو کہ گویا اس کی ساری ہی مرادیں پوری ہو گئی ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۱۹۵)

قبولیت دعا کا وہ راز یہ ہے کہ دعا کے اندر خاص درد رقت اور کرب ہو۔ سوزش اور گدازش ہو۔ قرآن کریم نے اس کو مضطر کے لفظ سے بیان کیا ہے فرمایا:۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَکْشِفُ السُّوْٓءَ

(النمل - ۶۳)

کہ بتاؤ تو کون کسی بے کس کی دعا سنتا ہے جب وہ اس خدا سے دعا کرتا ہے اور اس کی تکلیف کو دور کر دیتا ہے۔

۱۔ "پنجابی کی یہ ضرب المثل اس مضمون کو خوب واضح کرتی ہے۔

جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا

یعنی جو شخص مانگتا ہے اسے اپنے واسطے ایک موت قبول کرنے کے لیے تیار ہو جانا چاہیئے اور جو مر رہا ہو وہی مانگنے کے لیے نکلتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دعا کی قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنے اوپر ایک موت وارد کرے اور آستانۂ درگاہِ الٰہی پر ایک بے جان مردہ کی طرح گر جاوے۔ اور خدا کے دروازے کے سوا اپنی ساری امیدوں کو قطع کر دے اور سچی بات تو یہ ہے کہ مانگنا بھی دراصل وہی ہے جو مر رہا ہو۔ یعنی جسے کوئی ایسی حقیقی ضرورت پیش آگئی ہو کہ اس کو سوال کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ:۔

"حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ دعا کا ذکر کرتے ہوئے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ دعا کی تو یہ مثال ہے کہ

جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا"

(سیرۃ المہدی جلد ۲ صفحہ ۱۱۹)

اس کی تشریح خود حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے الفاظ میں ملاحظہ ہو فرماتے ہیں

"یہ مت سمجھو کہ دعا صرف زبانی بک بک کا نام ہے۔ بلکہ دعا ایک قسم کی موت ہے جس کے بعد زندگی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ پنجابی میں ایک شعر ہے ؎

جو منگے سو مر رہے۔ مرے سو منگن جا"

(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۶۲)

پھر فرمایا:۔

پنجابی میں ایک مثل ہے۔

جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا"

لوگ کہتے ہیں کہ دعا کرو۔ دعا کرنا مرنا ہوتا ہے۔

اس پنجابی مصرعہ کے یہی معنے ہیں کہ جس پر نہایت درجہ کا اضطراب ہوتا ہے وہ دعا کرتا ہے۔ دعا میں ایک موت ہے اور اس کا بڑا اثر یہی ہوتا ہے کہ ایک انسان ایک طرح سے مر جاتا ہے.....

پوری سوزش اور گدازش کے ساتھ جب دعا کی جاتی ہے حتیٰ کہ روح گداز ہو کر آستانۂ الٰہی پر گر جاتی ہے اور اسی کا نام دعا ہے اور اہلِ سنت یہی ہے کہ جب ایسی دعا ہوتی ہے تو خداوند تعالیٰ یا تو اسے قبول کرتا ہے اور یا اسے جواب دیتا ہے..... (یعنی) بات کر کے بتلا دیتا ہے۔" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۴۰)

قبولیت دعا کا یہ اصول عین قانونِ قدرت کے مطابق ہے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اس کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"بچہ کا پیدا ہونا ماں کا بھی ساتھ ہی پیدا ہونا ہوتا ہے۔ مرد شاید ان تکالیف اور مصائب کا اندازہ نہ کر سکیں جو اس مدت حمل کے دوران عورت کو برداشت کرنی پڑتی ہیں مگر یہ سچی بات ہے کہ عورت کی بھی ایک نئی زندگی ہوتی ہے۔ اب غور کرو کہ اولاد کے لیے پہلے ایک موت خود اس کو قبول کرنی پڑتی ہے تب کہیں جا کر وہ اس خوشی کو دیکھتی ہے۔ اسی طرح پر دعا کرنے والے کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ تلوّن اور عجلت کو چھوڑ کر ساری تکلیفوں کو برداشت کرتا رہے اور کبھی بھی یہ وہم نہ کرے کہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ آخر آنے والا زمانہ آجاتا ہے۔ دعا کے نتیجہ کے پیدا ہونے کا وقت پہنچ جاتا ہے جب کہ گویا مراد کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ دعا کو پہلے ضروری ہے کہ اس مقام اور حد تک پہنچایا جاوے جہاں پہنچ کر وہ نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے جس طرح پر آتشی شیشے کے نیچے کپڑا رکھ دیتے ہیں اور سورج کی شعاعیں اس شیشہ پر آکر جمع ہو جاتی ہیں اور ان کی حرارت اور حدت اس مقام تک پہنچ جاتی ہے جو اس کپڑے کو جلا دے۔ پھر یکایک وہ کپڑا جل اٹھتا ہے اس طرح پر ضروری ہے کہ دعا اس مقام تک پہنچے جہاں اس میں وہ قوت پیدا ہو جاوے کہ نامرادیوں کو جلا دے اور مقصد مراد کو پورا کرنے والی ثابت ہو جاوے۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۴۱۸)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

"یہ یاد رکھو کہ یہ دعا زبانی بک بک کا نام نہیں ہے بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا تعالیٰ کے خوف سے بھر جاتا ہے اور دعا کرنے والے کی روح پانی کی طرح بہہ کر آستانۂ الوہیت پر گرتی ہے۔ اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کے لیے قوی اور مقتدر خدا سے طاقت اور قوت اور مغفرت چاہتی ہے۔ اور یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اس کو موت کہہ سکتے ہیں۔ جب یہ حالت میسر آجاوے تو یقیناً سمجھو کہ بابِ اجابت اس کے لیے کھولا جاتا ہے اور خاص قوت اور فضل اور استقامت بدیوں سے بچنے اور نیکیوں پر استقلال کے لیے عطا ہوتی ہے۔ یہ ذریعہ سب سے بڑھ کر زبردست ہے۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۹۳)

"جب گدازش ہو تو سمجھو کہ مجھے موقعہ دیا گیا ہے۔ اس وقت کثرت سے مانگو اس قدر مانگو کہ اس نکتہ تک پہنچو کہ جس سے رقت پیدا ہو جاوے۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۴۰)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ دعا کے فضائل و برکات اور قبولیت دعا کے راز جامع طور پر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"یہ خیال مت کرو کہ ہم بھی ہر روز دعا کرتے ہیں اور تمام نماز دعا ہی ہے جو ہم پڑھتے ہیں۔ کیونکہ وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے وہ فنا کرنے والی چیز ہے وہ گداز کرنے والی آگ ہے وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے وہ ایک تند سیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے۔ اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے

مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔ مبارک تم جب کہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے۔ اور تمہاری روح دعا کے لیے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کے لیے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۶)

بزرگان اور مقبولینِ بارگاہِ الٰہی سے جو دعا کروائی جاتی ہے ان کی قبولیتِ دعا کی فلاسفی بھی یہی ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ اپنے موکلوں کے لیے درگاہ خداوندی میں ایک موت قبول کر لیتے ہیں۔ اور خدا انہیں موت سے بچانے کیلئے انکی دعا قبول کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جن دعاؤں نے دنیا میں انقلاب عظیم پیدا کیا اور مرے ہوئے عالم کو زندہ کیا وہ یہی درد بھری دعائیں تھیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ

یعنی کیا تو اس غم سے اپنے تئیں ہلاک کر دے گا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

"اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے ایمان لانے کے لیے اس قدر جانکاہی اور سوز و گداز سے دعا کرتے تھے کہ اندیشہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس غم سے خود ہلاک ہو جاویں"

(ضمیمہ براہین احمدیہ جلد ۵ صفحہ ۶۶)

پھر آپ اس رازِ قبولیت سے یوں پردہ اٹھاتے ہیں:۔

"اس میں راز یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنے مقبول بندے اس سے زیادہ پیارے ہوتے ہیں جیسا کہ ایک خوبصورت بچہ جو ایک ہی ہو اس کی ماں کو پیارا ہوتا ہے پس جبکہ خدائے کریم و رحیم دیکھتا ہے کہ ایک مقبول و محبوب اس کا ایک شخص کی جان بچانے کے لیے روحانی مشقتوں اور تضرعات اور مجاہدات کی وجہ سے اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ قریب ہے کہ اس کی جان نکل جائے تو اس کو علاقۂ محبت کی وجہ سے ناگوار گزرتا ہے کہ اسی حال میں اسکو ہلاک کر دے۔ تب اس کے لیے اس دوسرے شخص کا گناہ بخش دیتا ہے جس کے لیے وہ پکڑا گیا تھا ..... وہ مسلِ مقدمہ جو سزا دینے کے لیے مکمل اور مرتب ہو چکی ہے چاک کرنی پڑتی ہے کیونکہ اب یہ بات اغیار سے یار کی طرف منتقل ہو جاتی ہے اور یہ کیونکر ہو سکے کہ خدا اپنے سچے دوستوں کو عذاب دے"

(ضمیمہ براہین احمدیہ جلد ۵ صفحہ ۶۷)

پس آج ایسی ہی دردناک دعاؤں کی ضرورت ہے۔ جو آسمان پر ایک شور مچا دیں۔ اور زندگی کا پیغام لے کر آئیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی ایک پُر درد دعا پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ عرض کرتے ہیں:۔

"اے کریم مشرق اور مغرب میں توحید کی ایک ہوا چلا اور آسمان پر جذب کا ایک نشان ظاہر کر۔
اے رحیم تیرے رحم کے ہم سخت محتاج ہیں۔ اے ہادی تیری ہدایتوں کی ہمیں شدید حاجت ہے مبارک وہ دن جس میں تیرے انوار ظاہر ہوں کیا نیک ہے وہ گھڑی جس میں تیری فتح کا نقارہ بجے تو
کلنا علیك ولاحول ولاقوة الابك وانت العلی العظیم"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۱۳)

اے خدا تیرے لیے ہر ذرہ ہو میرا فدا
مجھ کو دکھلا دے بہاریں کہ میں ہوں اشکبار

## (بقیہ صفحہ اوّل)

کے لیے کچھ مٹھائیاں لے جائیں جو ان کے گھر میں زائد پڑی تھیں اور جو ان کا پیٹ خراب کرنے کے لیے مقدر تھیں وہ غریب بچوں کا پیٹ بھرنے کے لیے ساتھ لے جائیں اور وہ زائد پھل بھی جس نے زائد از ضرورت استعمال کی وجہ سے ان کو ہیضہ کر دینا تھا۔ غریب بچوں کو دیں تاکہ ایک دن تو ایسا ہو کہ ان کو بھی کچھ نصیب ہو۔ تو کچھ وہ پھل پکڑیں گھر سے اٹھائیں کچھ بچوں کے لیے جو ٹافیاں یا چاکلیٹ آپ نے رکھے ہوئے تھے وہ لیں اور بچوں سے کہیں آؤ بچو! آج ہم ایک اور قسم کی عید مناتے ہیں ہمارے ساتھ چلو، ہم بعض غریبوں کے گھر آج دستک دیں گے، ان کو عید کی مبارک باد دیں گے ان کے حالات دیکھیں گے اور ان کے ساتھ اپنے سکھ بانٹیں گے.....

اس طرح اگر آپ غریب لوگوں کے گھروں میں جائیں گے اور ان کے حالات دیکھیں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بعض لوگ ایسی لذتیں پائیں گے کہ ساری زندگی کی لذتیں ان کو اس لذت کے مقابل پر ہیچ نظر آئیں گی اور حقیر دکھائی دیں گی۔ کچھ ایسے بھی واپس آئیں گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوں گے اور وہ استغفار کر رہے ہوں گے اور اپنے ربّ سے معافیاں مانگ رہے ہوں گے کہ اے اللہ! ان لوگوں سے ناواقفیت رکھ کر اور ان کے حالات سے بے خبری میں رہ کر ہم نے بڑی ناشکری کے دن کاٹے ہیں، ہم بڑے ہی ناشکر گزار بندے تھے، نہ ان نعمتوں کی قدر کر سکے جو تو نے ہمیں عطا کر رکھی تھیں نہ ان نعمتوں کا صحیح استعمال جان سکے جو تو نے ہمیں عطا کر رکھی تھیں اور واپس آکر وہ روئیں گے خدا کے حضور اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان آنسوؤں میں وہ اتنی لذت پائیں گے کہ دنیا کے قہقہوں اور مسرتوں اور ڈھول ڈھمکوں اور بینڈ باجوں میں وہ لذتیں نہیں ہوں گی۔ ان کو بے انتہا ابدی لذتیں حاصل ہوں گی اور زائل نہ ہونے والے بے انتہا سرور ان کو عطا ہوں گے"

(الفضل ۲۶ جولائی ۱۹۸۳ء صفحہ ۲ تا ۴)

الفضل کی اشاعت پندرہ ۱۵، بیس ۲۰ ہزار تک پہنچائیے!

کوئی کام ناممکن نہیں

ہمارے پیارے آقا نے "الفضل" کی اشاعت پندرہ بیس ہزار تک لے جانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ بظاہر یہ ایک ناممکن حد تک مشکل کام دکھائی دیتا ہے۔ مگر جب حضور ایدہ اللہ کی دعائیں ساتھ ہوں تو خدا کے فضل سے کوئی کام ناممکن نہیں رہتا۔ تمام عہدیداران جماعت اس نظریہ کے تحت کام کریں تو الفضل کی اشاعت حضور کی منشاء مبارک تک بڑھ سکتی ہے۔ احباب کرام و عہدیداران جماعت خصوصی توجہ فرمائیں!

(منیجر "الفضل" ربوہ)

ضروری اعلان

ہر ماہ کی یکم یا دو تاریخ تک خریداران الفضل لوکل ربوہ کے بل کی فہرست "احسان جنرل سٹور" گولبازار ربوہ میں رکھ دی جاتی ہے۔ لہٰذا خریداران الفضل دکان پر بل کی ادائیگی فرمائیں۔ نیز کوئی مشورہ دینا چاہتے ہوں یا کوئی اخبار جاری کروانا چاہتے ہوں تو بھی دکان پر رابطہ قائم فرمائیں۔ شکریہ۔

(لوکل ایجنٹ الفضل سلمان نیوز ربوہ)

ضرورت ہے

ایک میٹرک پاس محنتی دیانتدار نوجوان کی ضرورت ہے۔ جو دفتر کا کام کر سکتا ہو معقول تنخواہ دی جائے گی۔ صدر صاحب حلقہ کی سفارش سے جلد رابطہ قائم کریں۔

العارف اسٹیٹس گولبازار ربوہ فون ۴۹۸ گھر ۴۷۸

داخلہ شروع ہے!

الیکٹریشن اور ریفریجریشن اینڈ ایئر کنڈیشننگ

ٹریڈز میں داخلہ شروع ہے۔ کلاسز ۷ اپریل سے شروع ہوں گی۔ امتحان پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور لیتا ہے اور وہی سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے۔ بس کارڈ بھی بنوا کر دیا جاتا ہے۔

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلاتبصرہ:

جمعہ خان کے قلم سے

# "فرقہ وارانہ مذہبی جنون، قومی اتحاد میں سب سے بڑی رکاوٹ"

نوٹ: یہ مضمون روزنامہ "امن" کراچی کے شمارہ ۲۰ جون ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا ہے۔ ذیل میں یہ مضمون اخبار مذکور کے شکریہ کے ساتھ من وعن شائع کیا جا رہا ہے۔ ادارہ

علامہ سید محمد رضی اور دوسرے علماء دانشوروں کے ایک اجلاس میں گزشتہ دنوں اس بات پر زور دیا گیا کہ لوگوں میں فرقہ واریت کو ختم کرنے کے لئے اسلامی اخوت کا جذبہ بڑھایا جائے اور ایسی باتیں نہ کی جائیں جن سے کسی بھی فرقہ کی دل آزاری ہو۔

چند علماء اور دانشور ایک جگہ بیٹھ کر کوئی اچھا فیصلہ تو کر سکتے ہیں مگر اس پر عملدرآمد میں جو دشواریاں ہوتی ہیں ان کا کسی کو نہیں رکھتے۔ چنانچہ فیصلوں کا اعلان ہو جاتا ہے۔ ان اچھے فیصلوں پر دردمند دل رکھنے والے لوگ خوش بھی ہو جاتے ہیں لیکن کچھ عرصہ بعد پتہ چلتا ہے کہ ..... چراغوں میں روشنی نہیں رہی۔

سمجھدار لوگ یہ جانتے ہیں کہ مسئلہ کیا ہے وہ اس مسئلہ کا حل بھی تلاش کر لیتے ہیں لیکن ان کے پاس ایسی قوت یا مشینری نہیں ہوتی جس کے سہارے وہ مسئلہ کو حل کرنے کے لئے جدوجہد کا آغاز کریں۔ تحریک چلائیں اور صحیح سمت میں پیش قدمی کر کے اپنی منزل پر پہنچ جائیں۔

یہ بالکل وہی صورت حال ہے جس سے اقوام متحدہ، اسلامی کانفرنس، ناوالمستہ تحریک، عرب لیگ، ادارہ افریقی اتحاد، اور ایسے ہی دوسرے ادارے دوچار ہیں۔ ان کے پاس منشور ہے۔ اصول ہیں۔ نظریات ہیں لیکن مقاصد کے حصول کا کوئی موثر ذریعہ نہیں ہے۔ تقریریں ہوتی ہیں۔ شکایات پر غور کیا جاتا ہے۔ فیصلے کئے جاتے ہیں مگر فیصلوں پر عمل کرانا ممکن نہیں ہوتا اس لئے کہ ان پر عمل کرانے والی کوئی موثر مشینری نہیں ہے۔

اچھی باتیں سوچنے اور اچھے فیصلے کر لینے سے دنیا نہیں بدل سکتی تبدیلی کے لئے عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اچھی قیادت میسر آ جائے۔ نیک نیتی سے کام کیا جائے اور بے غرض ساتھی جوش و جذبہ کے ساتھ آگے بڑھیں تو اللہ تعالیٰ بھی اصلاح کا بیڑہ اٹھانے والوں کی مدد کرتا ہے۔

صرف کراچی کا نام پاکستان نہیں ہے پاکستان بہت بڑا ہے اتنا بڑا ہے کہ ہم طیارہ کے ذریعہ بھی اس کے تمام بڑے شہر ایک روز میں نہیں دیکھ سکتے۔ یہاں آٹھ کروڑ سے زیادہ لوگ آباد ہیں۔ جن میں مسلمان بھی ہیں اور غیر مسلم بھی ہیں۔ دولت مند بھی ہیں اور مفلس بھی ہیں۔ تعلیم یافتہ بھی ہیں اور ان پڑھ بھی ہیں۔ انتہائی مہذب بھی ہیں اور خانہ بدوش بھی ہیں۔ بیس پچیس افراد کراچی میں بیٹھ کر اسلامی اخوت پیدا کرنے کا منصوبہ تو بنا سکتے ہیں مگر اپنے پیغام کو سارے ملک میں نہیں پھیلا سکتے۔

علامہ رضی اور ان کے ہم خیال رفقاء نے فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور قومی یک جہتی کا جو منصوبہ بنایا ہے وہ بہت ہی اچھا منصوبہ ہے اور وقت کا تقاضا بھی ہے کہ پاکستان میں رہنے والے تمام لوگ ہر طرح کے اختلافات اور تعصبات کو مٹا کر بھائیوں کی طرح شیر و شکر ہو کر زندگی گزاریں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے فی الحال صرف اتنا طے کیا گیا ہے کہ چاروں صوبوں کے علماء اور دانشوروں کا ایک کنونشن بلایا جائے جس میں فرقہ وارانہ بھائی بندی کے فروغ کا جامع منصوبہ بنا کر اس پر عمل درآمد کی تحریک کا آغاز کیا جائے۔

جہاں تک میرے علم میں ہے علامہ رضی اور ان کے رفقاء کے پاس لاکھوں روپے کی خاطر رقم نہیں ہے جو اس کنونشن پر لازمی طور سے خرچ ہوگی۔ چاروں صوبوں سے جن معززین کو بلایا جائے گا۔ ان کے سفر خرچ کا اہتمام بھی کرنا ہوگا۔ اور قیام و طعام کا بھی بندوبست کرنا ہوگا۔ یہ رقم کہاں سے آئے گی؟ اور کون مہیا کرے گا؟ مجھے اس کا علم نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور قومی یک جہتی کو فروغ دینا بنیادی طور پر حکومت کی ذمہ داری ہے باقی تمام بااثر اصحاب اس نیک کام میں اپنی اپنی جگہ حکومت کے ساتھ پورا پورا تعاون کر سکتے ہیں۔ ہر محب وطن اور ہر ذمہ دار شہری کو اس سلسلہ میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہیئے۔ اس پس منظر میں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ علامہ رضی اور ان کے رفقائے کار جو کنونشن بلانا چاہتے ہیں اس کے انعقاد کے لئے حکومت ان کے ساتھ پورا تعاون کرے اور کنونشن کے اخراجات خود برداشت کرنے کی پیشکش کرے یا پھر اسلامی اخوت اور قومی یک جہتی کا درد رکھنے والے ایسے تاجر و صنعت کار آگے آئیں جو کنونشن کے اخراجات اٹھا سکیں۔

---

دنیا میں بہت سے مذہب ہیں۔ عیسائیوں میں مختلف فرقے ہیں۔ سکھوں میں مختلف فرقے ہیں۔ مسلمانوں میں مختلف فرقے ہیں۔ ہندوؤں میں بھی مختلف فرقے ہیں اور اسی طرح بعض دوسرے مذاہب میں بھی کئی فرقے بن گئے ہیں ان سب کے بنائے ہوئے نظام حکومت بھی مختلف ہیں اور جمہوری نظام بھی مختلف وضع کے ہیں۔

کوئی آگ کو خدا مانتا ہے۔ کوئی پتھر کی مورتی کو خدا سمجھتا ہے۔ کسی کا عقیدہ کچھ ہے اور کسی کا عقیدہ مختلف ہے۔ ہر فرقہ اور عقیدہ کے لوگ اپنے اپنے طریقہ کے مطابق عبادت کرتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ انہوں نے جو طریقہ اختیار کر رکھا ہے وہی ان کو جنت میں لے جا سکتا ہے۔ کسی عقیدہ۔ فرقہ یا مذہب کو ماننے والا یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا کہ وہ غلط راستہ پر ہے۔ نہ ہی آج کی دنیا میں لوگوں کو زبردستی ان کا مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ جو لوگ اپنی زندگی مذہب کے لئے وقف کر چکے ہیں۔ وہ دوسرے مذہب والوں کے پاس بھی جاتے ہیں۔ اپنے مذہب کی خوبیاں بتاتے ہیں اور اپنی سیرت و کردار کے ذریعہ دوسروں کو اپنے مذہب کی طرف بلاتے ہیں لوگوں کو زبردستی کوئی خاص مذہب اختیار کرنے کے لئے تلوار یا گولی سے ڈرایا دھمکایا نہیں جاتا۔

ہم اسلام پر ایمان رکھنے والے لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارے دین نے مذہبی امور میں جبر و تشدد کی اجازت نہیں دی ہے۔ ہمارا دین تو یہ کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص خود کو کافر کہتا ہو تب بھی تم اسے کافر مت کہو ہو سکتا ہے کہ خدا کسی وقت اس کے دل میں نیکی ڈال دے اور وہ دعوت اسلام قبول کر لے۔

ان تمام حالات میں انتہائی تکلیف دہ بات یہ ہے کہ ہمارے علماء کرام دوسرے مذاہب سے اسلام کا موازنہ کر کے یہ ثابت نہیں کرتے کہ اسلام میں دوسرے مذاہب کی نسبت کتنی زیادہ خوبیاں ہیں اور دوسرے مذاہب میں ایسی کون سی باتیں ہیں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ وہ مذاہب سچے نہیں ہیں یا ان کی اصل تعلیمات کو مسخ کر کے لگا دیا گیا ہے۔ علمائے کرام یہ کام اس لئے نہیں کرتے کہ وہ دوسرے مذاہب سے پوری طرح واقفیت نہیں رکھتے۔ انہوں نے عیسائیوں، ہندوؤں، یہودیوں اور سکھوں وغیرہ کی مقدس کتب کا مطالعہ کر کے ان سے کبھی اسلام کا موازنہ نہیں کیا۔ اس صورتحال کا نتیجہ یہ ہے کہ جو بچہ مسلمان کے گھر پیدا ہوا وہ مسلمان کہلایا۔ جو ہندو کے گھر پیدا ہوا وہ ہندو بن گیا۔ جس نے سکھ گھرانے میں آنکھ کھولی وہ سکھ کہلایا اور جو عیسائی خاندان میں پیدا ہوا وہ مرتے دم تک عیسائی رہا۔ کسی نے اپنے مذہب اور دوسرے مذاہب کے درمیان فرق کو سمجھ کر اپنا ایمان پختہ نہیں کیا۔

اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ دوسرے مذہبی فرقوں کی طرح مسلمانوں کے فرقوں کے درمیان بھی بہت سے ایسے اختلافات ہیں جن کو کم کرنے پر توجہ دینے کے بجائے انہیں اچھالا جاتا ہے اور فرقہ پرست علماء کی وجہ سے یہ لعنت پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ دوسرے مذاہب کے عیب خرابیاں۔ اور کمزوریاں گنوانے کے بجائے مسلمانوں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ کون سے فرقہ کے لوگ گمراہ ہو چکے ہیں۔

---

اصولی بات تو یہ ہے کہ کسی بھی مذہب کو، فرقہ کو یا عقیدہ کو برا نہ کہا جائے نہ ہی کسی کے عقیدہ کو چھیڑا جائے۔ اتنا کافی ہے کہ ہر شخص جس مذہب۔ فرقہ یا عقیدہ کو اپنے لئے بہتر سمجھتا ہو اسے اسی پر قائم رہنے کا بھرپور آزادی حاصل ہو۔ جس طرح ہم دوسرے مذاہب کے لوگوں کو اس بات پر مجبور نہیں کرتے کہ وہ ہماری طرح نماز پڑھیں۔ روزے رکھیں۔ اذان دیں اور حج کیا کریں۔ اس طرح ہمارے علماء کو مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کے مذہبی عقائد پر اس طرح نکتہ چینی نہیں کرنی چاہیئے۔ جو اشتعال یا دل آزاری کا سبب بنے۔

حقیقت میں بندہ اور خدا کا مذہبی تعلق صرف دو طرفہ ہے۔ کسی تیسرے فریق کی مداخلت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور خدا یہ نہیں دیکھتا کہ مانگنے والا کس مذہب فرقہ یا عقیدہ کا ہے۔ وہ سب کی سنتا ہے اور سب کی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ وہی رازق ہے اگر وہ صرف مسلمانوں کا خدا ہوتا اور صرف ان ہی کی دعائیں سنتا تو کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسرے مذاہب کا کوئی وجود باقی رہ سکتا تھا کیا خدا کے لئے یہ کوئی مشکل کام ہے کہ وہ دنیا میں رہنے والے ہر شخص کو مسلمان بنا دے اور اسلام کے سوا ہر مذہب کو مٹا دے۔ کیا پیغمبر اسلام ؐ کی حیات طیبہ میں اور خلفائے راشدین رضؓ کے دور میں تمام یہودیوں نے اسلام قبول کر لیا تھا؟

آخر ہم اس بات سے کوئی سروکار کیوں رکھیں کہ کس شخص کا مذہبی فرقہ یا عقیدہ کیا ہے؟ کوئی دیوبندی۔ بریلوی۔ شیعہ، سنی۔ اسماعیلی۔ بوہرہ یا اہل حدیث کیوں ہے؟ کوئی ہاتھ باندھ کر یا ہاتھ چھوڑ کر نماز کیوں پڑھتا ہے؟ کوئی مزار دل پر کس لئے حاضری دیتا ہے اور کوئی درود و سلام کیوں پڑھتا ہے؟

اگر ہم دوسروں کے عقائد کو نہیں چھیڑیں گے تو کوئی دوسرا بھی ہمارے عقائد کو چھیڑ کر ہماری دل آزاری نہیں کرے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ سب کی مذہبی آزادیوں کا تحفظ کیا جائے اور جو لوگ کسی بھی مذہب پر یقین نہیں رکھتے انہیں کوئی خاص مذہب قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے صرف اسی طرح ایک پاکستانی قوم کی نشوونما ہو سکتی ہے۔ فرقہ وارانہ مذہبی جنون ہمارے قومی اتحاد میں سب سے بڑا رکاوٹ ہے۔

(بشکریہ روزنامہ امن کراچی ۲۰ جون ۱۹۸۴ء صفحہ ۲)

## ہدایات برائے سالانہ مقابلہ مضمون نویسی (اطفال و ناصرات)

(۱) مقالہ صاف ستھرا اور خوشخط ہو۔
(۲) مقالہ دو سے اڑھائی ہزار الفاظ پر مشتمل ہوگا۔
(۳) مقالہ قائد صاحب یا ناظم صاحب اطفال کی تصدیق سے مرکز میں آنا چاہیئے۔
(۴) مقالہ مرکز میں پہنچانے کی آخری تاریخ یکم جولائی ہے۔

یاد رہے کہ یہ مقالہ جس کا عنوان "سیرۃ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضؓ" ہے اس میں اول۔ دوم اور سوم آنے والے اطفال و ناصرات کو بالترتیب ۲۰۰/- ، ۱۵۰/- اور ۱۰۰/- روپے نقد انعام دیا جائے گا۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ اطفال و ناصرات شریک ہوں۔

(سیکرٹری اشاعت مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

## ضرورت انسپکٹر مال وقف جدید

دفتر وقف جدید کو ایک انسپکٹر کی ضرورت ہے جو جماعتوں کا دورہ کر کے چندہ وقف جدید کی تحریک کر سکے۔ ایسے مستعد اور خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے افراد جن کی تعلیم کم از کم میٹرک تک ہو۔ مقامی جماعت کے صدر کی تصدیق سے درخواستیں ارسال کریں

(ناظم مال وقف جدید)

## اعلانِ نکاح

میرے بیٹے چوہدری منیر الحق (ابن چوہدری بشیر احمد مرحوم) کا نکاح مورخہ ۲۹/۴/۸۴ بہمراہ ناصرہ ایاز (بنت جمیل احمد ایاز) مبلغ (۲۵۰۰۰/-) روپے حق مہر پر مکرم مولوی اخلاق احمد انجم صاحب مربی اسلام آباد نے پڑھا۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے باوجود انتہائی مصروفیت کے ازراہ شفقت تشریف لا کر دعا میں شمولیت فرمائی۔

مورخہ ۲۹ اپریل کو ۳۹۔ رشید کالونی البیت البشیر پر دعوت ولیمہ ہوئی جس میں دور و نزدیک کے عزیز و اقارب کے علاوہ غیر از جماعت احباب نے کثرت سے شمولیت کی۔

افراد خاندان حضرت اقدس، بزرگان سلسلہ احمدیہ اور قارئین کی خدمت میں عاجزانہ درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو انتہائی بابرکت کرے اور دونوں کو خادم دین بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)۔

(نور بیگم والدہ چوہدری منیر الحق ۳۹۔ رشید کالونی راولپنڈی (ہمشیرہ میاں محمد ابراہیم) حال ربوہ)

اذکروا موتاکم بالخیر

# برادرم مکرم سید شاہ محمد صاحب مرحوم

مکرم سید شاہ محمد صاحب سابق مربی انڈونیشیا لمبے عرصہ سے بعارضہ قلب بیمار تھے اور اس طویل بیماری کے دوران بھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خدمت سلسلہ کی توفیق بخشی۔ ان کی خدمات کا عرصہ نصف صدی پر محیط ہے۔

شاہ صاحب ۱۵ جولائی ۱۹۱۳ء کو داتا پیراں ضلع ہزارہ کے سید جیلانی خاندان میں پیدا ہوئے جو علاقہ بھر میں معزز اور مشہور پیروں کا خاندان تھا۔ اور ساتھ زمینداری بھی تھی۔ آپ کے والد ماجد سید حبیب اللہ صاحب مرحوم احمدیت کے نور سے مشرف و منور ہوئے آپ کے دونوں بڑے بھائیوں سید محمد زمان شاہ صاحب مرحوم ایڈووکیٹ اور سید احمد زمان شاہ صاحب مرحوم پولیس انسپکٹر کو بھی اپنے اپنے وقت میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات کی سعادت نصیب ہوئی۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

۱۹۳۴ء میں سیدنا حضرت فضل عمر نور اللہ مرقدہ نے قوموں کو برکت دینے کے لئے الٰہی منشاء کے مطابق تحریک جدید کا اجراء فرمایا اور وقف کی تحریک فرمائی۔ محترم شاہ صاحب اور یہ عاجز ان خوش قسمتوں میں شامل ہیں۔ جنہوں نے حضور کی آواز پر فوراً لبیک کہا۔ چنانچہ فروری مارچ ۱۹۳۵ء میں ہم دونوں کا وقف قبول کر لیا گیا۔ وقف کی درخواست سے قبل شاہ صاحب نے تحصیلداری کی درخواست دے رکھی تھی اور قبول وقف کے وقت یہ درخواست منظور ہو چکی تھی لیکن شاہ صاحب نے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ فرمایا کرتے تھے مجھے کبھی خیال بھی نہیں آیا کہ میں نے تحصیلداری چھوڑ کر کوئی قربانی کی ہے۔

۱۸ اپریل ۱۹۳۶ء کو شاہ صاحب سنگاپور دینی خدمات کے لئے روانہ ہوئے اور وہاں سے ۱۹۳۷ء کے آخری ہفتہ میں انڈونیشیا بھجوائے گئے اور جب میں چین گیا تو راستے میں ان کے پاس سنگاپور میں دو ہفتے قیام کیا۔ انڈونیشیا میں ان کے ذریعہ متعدد جماعتیں قائم ہوئیں۔ ان کی دینی خدمات کے حالات انشاء اللہ العزیز بعد میں کسی وقت لکھوں گا۔ فی الحال انڈونیشیا کی آزادی کے سلسلہ میں ان کی خدمات کے ایک دو واقعات سپرد قلم کرتا ہوں۔

اسرار جس ملک میں رہے۔ اس کی خدمت اور ہمدردی اس کا جزو ایمان ہے۔ چنانچہ شاہ صاحب نے انڈونیشیا کی آزادی کے حصول کے لئے مجاہدانہ کوشش کی۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور اس دوران بدنی سزائیں اور ایذائیں برداشت کیں۔

شاہ صاحب آزادی کی جدوجہد میں جناب عبد الرحیم سکارنو مرحوم کے قریبی ساتھی تھے انڈونیشیا کو جب آزادی کی نعمت ملی تو اس وقت دس افراد پر مشتمل ایک کمیٹی حکومت کی تشکیل نو اور مشورہ کے لئے بنائی گئی۔ سکارنو صاحب کے ساتھ شاہ صاحب اس کمیٹی کے ممبر تھے۔ بعد میں جب سکارنو صاحب صدر بنے تو انہوں نے شاہ صاحب کو بعض اعلیٰ عہدے پیش کئے لیکن شاہ صاحب نے شکریہ کے ساتھ معذرت کر دی۔ اور خدمت احمدیت ہی کو سب سے بڑا اعزاز سمجھا۔

جب صدر سکارنو صاحب پاکستان کے دورے پر آئے تو اتفاق سے ان دنوں شاہ صاحب پاکستان میں تھے اور شاہ صاحب لاہور ائرپورٹ پر سکارنو صاحب کے استقبال کے لئے گئے۔ ہوائی جہاز سے باہر آتے ہی سکارنو صاحب کی نظر شاہ صاحب پر پڑی تو وہ پروٹوکول کے تمام آداب کو نظر انداز کر کے شاہ صاحب کے پاس آ کر بغل گیر ہو گئے اور کہا کہ "بھائی آپ کہاں"! لوگ حیران تھے کہ صدر سکارنو سربرآوردہ لوگوں کو چھوڑ کر ایک طویل القامت پگڑی پہنے ہوئے پٹھان نما معمولی شخص کے پاس اس انداز میں کیوں چلے گئے۔

یہ واقعہ اگر ایک طرف صدر سکارنو کی عالی ظرفی اور شرافت کا ثبوت ہے تو دوسری طرف شاہ صاحب کی اس ملک کی خدمات کا کھلا کھلا اعتراف بھی ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کو اپنے قرب سے نوازے۔ ان کے جملہ پسماندگان کو مقام صبر و رضا بخشے۔ خصوصاً انکی بیوہ کو کہ وہ بھی اکثر بیمار رہتی ہیں۔ ان کی بیٹی مریم سوچی صاحبہ اور ان کے داماد ہادی ایمان صاحب کو بھی صبر جمیل کی توفیق بخشے (دونوں میاں بیوی وزارت قانون میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں) ان سب کے لئے یہ صدمہ بڑا بھاری ہے اور اس لحاظ سے یہ خوش قسمت بھی ہیں کہ انکو ایک بیمار حصہ شاہ صاحب کی خدمت کا موقعہ ملا اور انہوں نے اپنے اس فرض کو بڑی خوش دلی سے نبھایا اس لئے یہ جماعت کی دعاؤں کے مستحق ہیں۔

(محمد اسحٰق سابق مربی چین)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(بقیہ اداریہ صـ۲)

دل کا صیقل یہاں تک ہونا چاہیئے کہ اُس میں بھی منہ نظر آ جاوے ۔ منہ کا نظر آنا کیا ہے ؟ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا مصداق ہونا ۔ سالک کا دل آئینہ ہے جس کو مصائب شدائد اس قدر صیقل کر دیتے ہیں کہ اخلاق النبیؐ اس میں منعکس ہو جاتے ہیں ۔ اور یہ اُس وقت ہوتا ہے جب بہت مجاہدات اور تزکیوں کے بعد اُس کے اندر کسی قسم کی کدورت یا کثافت نہ رہے ۔ تب یہ درجہ نصیب ہوتا ہے ۔ ہر ایک مومن کو ایک حد تک ایسی صفائی کی ضرورت ہے کوئی مومن بلا آئینہ ہونے کے نجات نہ پائے گا ۔ سلوک والا خود یہ صیقل کرتا ہے ۔ اپنے کام سے مصائب اٹھاتا ہے ۔ لیکن جذب والا مصائب میں ڈالا جاتا ہے ۔ خدا خود اُس کا مصقل ہوتا ہے اور طرح طرح کے مصائب و شدائد سے صیقل کر کے اس کو آئینہ کا درجہ عطا کر دیتا ہے ۔ دراصل سالک و مجذوب دونوں کا ایک ہی نتیجہ ہے ۔ سو متقی کے دو حصے ہیں سلوک و جذب ۔

(ملفوظات جلد اوّل صـ۲۷)

روحانی ترقی کی دونوں راہوں سلوک اور جذب کی روشنی میں جب ہم رمضان کے عظیم الشان مجاہدہ پر غور کرتے ہیں تو یہ مجاہدہ اپنی اصل کے لحاظ سے اگرچہ سلوک کی ذیل میں آتا ہے جس میں انسان روزے رکھ کر اور جملہ دیگر عبادات بجا لا کر اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتا ہے لیکن انجام کار یعنی علی الخصوص رمضان کے آخری عشرہ میں یہ مجاہدہ جذب کی منزل میں داخل ہو جاتا ہے جس میں خدا تعالیٰ مجاہدہ کرنے والوں کو خود اپنی طرف کھینچتا ہے اور اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ کی رو سے انہیں لقائے الٰہی کی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے ۔

پھر موجودہ ماہِ رمضان جو اب اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے ہمارے لئے اس لحاظ سے ایک خاص رمضان ثابت ہوا کہ یہ شروع ہی جذب کی حالت میں ہوا کیونکہ خدا تعالیٰ نے رمضان سے قبل ہی ہمیں اپنی طرف کھینچنے کے لئے ایک زبردست ابتلاء کے ذریعہ ہمیں مصائب و شدائد اور تلخیوں کے ایک ناقابل بیان سلسلہ میں سے گزارنے کا سامان کیا جس کے زیر اثر ہم خدا تعالیٰ کی طرف اس طرح کھینچے گئے کہ دل گداز ہو کر آستانۂ الوہیت پر پانی کی طرح بہہ نکلے اور ہماری آہ و زاری نے ملائے اعلیٰ میں ایک شور برپا کر دیا ۔ اسی حالتِ جذب کے ساتھ ہم رمضان میں داخل ہوئے ۔ اس طرح رمضان کا عظیم مجاہدہ بھی ہمارے لیے ایک جذب کی صورت اختیار کر گیا ۔

اس لحاظ سے یہ ایک خاص رمضان ہے جس میں سے ہم گزرے ہیں ۔ یہ اب اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے ۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ اس حال میں مکمل ہو کر خدا تعالیٰ ہم سے راضی ہو کر ہمیں ہماری مراد عطا کر دے وہ نہ صرف ہم میں ظاہر ہو بلکہ اپنی پوری جلالی شان کے ساتھ ساری دنیا پر ظاہر ہو اور اس حقیقت کو آشکار کر دکھائے کہ جنہیں وہ اپنی طرف کھینچتا ہے وہ اُس کی پناہ میں آ جاتے ہیں اور جنہیں وہ اپنی پناہ میں لے لے وہ خود ان کی سپر بن جاتا ہے ۔

## درخواست ہائے دعا

ے میری دائیں ٹانگ ٹوٹ گئی ہے اور چلنے پھرنے سے معذور ہوں ۔
(رانا کلیم احمد ۔ جہانگیر پارک لاہور)

ے عزیزم فرحت حیات کا بازو دو جگہ سے ٹوٹ گیا ہے اور کافی تکلیف ہے ۔
(چوہدری صداقت حیات گل ۔ ڈھراوالی حافظ آباد)

ے میرے والد مکرم عبد العزیز صاحب کارکن نظارت دیوان بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں ۔
(عبد الجلیل کوثر)

احباب کرام ان سب دوستوں کے لئے دعائیں کریں ۔

## عید کا ایک پہلو خدمتِ خلق ہے

ہمارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

"عید کا دوسرا پہلو خدمتِ خلق ہے ، غریب کے دُکھ میں شریک ہونا اُس کا دُکھ بانٹنا اور اپنے سکھ اُس کے ساتھ تقسیم کرنا اور اس قسم کے دوسرے نیکی کے کام خدمتِ خلق سے تعلق رکھتے ہیں ۔"

(خطبہ عید الفطر ۔ ۱۲ جولائی ۱۹۸۳ء)
(سیکرٹری خدمتِ خلق ۔ مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

# قرارداد تعزیت

ہم ممبرات لجنہ اماء اللہ ربوہ حضرت سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ کی رحلت پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتی ہیں ۔

حضرت سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ بیگم حضرت مرزا عزیز احمد صاحب مرحوم و مغفور جماعت احمدیہ کے جید عالم حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں ۔ ہم سے جدا ہو کر اپنے مالک حقیقی کے حضور حاضر ہو گئیں ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

ان کی جدائی سے ہمارے دل افسردہ ہیں ۔ آپ بے انتہا خوبیوں کی مالک تھیں خوش مزاج ۔ ملنسار غریبوں کی ہمدرد ہر ایک کے دکھ درد میں شریک ۔ یتیموں اور بیواؤں کا خیال رکھنے والی ۔ غرض اعلیٰ درجہ کی صفات کی حامل تھیں ۔

دینی خدمت کا خاص شغف رکھنے والی تھیں ۔ اور لجنہ اماء اللہ کی سرگرم رکن تھیں ۔ کئی اہم عہدوں پر فائز رہ کر خدمات سرانجام دیں ۔

قرآن کریم سے خاص لگاؤ تھا ۔ کثیر تعداد میں بچیوں کو قرآن کریم پڑھنا سکھایا ۔ اپنے بچوں کی تربیت بھی نہایت احسن طریق پر کی ۔ اور ان میں خدمت دین کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا ۔ چنانچہ خدا کے فضل سے انکے صاحبزادوں نے زندگیاں دین کی خدمت کے لیے وقف کر کے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد پورا کر کے دکھایا ۔ جماعت احمدیہ کے امام سے ان کا پیار مثالی نوعیت کا تھا ۔ اور اطاعت امام میں بے مثل نمونہ پیش کیا ۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ خداوند کریم انکو جنت الفردوس میں بلند تر مقام عطا فرمائے ۔ سب اہل خاندان کا خود حافظ و ناصر ہو ۔ اور صبر جمیل عطا فرمائے آمین ۔

(شریک غم ۔ ممبرات لجنہ اماء اللہ ربوہ)

## دعائے مغفرت

خالسار کی دادی صاحبہ اہلیہ محترم شیر محمد خانصاحب مرحوم مختصر سی علالت کے بعد ۱۹ جون ۱۹۸۴ء کی شب بعمر ۹۰ سال بقضائے الٰہی انتقال فرما گئی ہیں ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

مرحومہ سادہ زندگی گزارنے والی خاتون تھیں عفو و درگذر رفق و مدارات تحمل اور برداشت اپنوں اور بیگانوں کی خیر خواہی اور مشکل حالات میں ہمیشہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے والی تھیں ۔ مرحومہ نے اپنی ساری زندگی میں نماز اور روزہ ترک نہ کیا اور تہجد بھی باقاعدگی سے ادا کرتی تھیں رمضان المبارک کے علاوہ نفلی روزے بھی رکھا کرتی تھیں ۔

محترمہ دادی صاحبہ مرحومہ کو مورخہ ۱۸ اور ۱۹ جون کی درمیانی شب سحری کے وقت پیٹ میں تکلیف ہوئی ۔ دن کو دوائیں وغیرہ استعمال کرائی گئیں مگر تمام کوششوں کے باوجود صحت مند نہ ہو سکیں نماز جنازہ مکرم سیٹھ صادق احمد نے احمدیہ قبرستان کے احاطہ میں پڑھائی ۔ اور احمدیہ قبرستان میں ہی تدفین عمل میں آئی ۔ قبر تیار ہونے پر دعا بھی مکرم صادق احمد صاحب نے کرائی ۔

وفات کے وقت مرحومہ کی تمام اولاد موجود تھی آپ نے اپنی یادگار تین بیٹے مکرم شریف احمد خان صاحب (صدر جماعت گوٹھ شیر محمد خان) مکرم غلام محمد خانصاحب (زعیم انصار اللہ گوٹھ شیر محمد خان صاحب) اور مکرم گل احمد خان صاحب اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں ۔ تمام بیٹے اور بیٹیاں شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں ۔

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور تمام پسماندگان کا کفیل و کارساز ہو اور صبر جمیل عطا فرمائے ۔ آمین ۔

(نذر محمد نواب شاہ)

ہر صاحبِ استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ
اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# "ایسی درخواستوں کی سماعت ہائیکورٹ کے دائرہ اختیار میں نہیں"

## مسٹر جسٹس اے۔ ایس سلام نے قادیانی آرڈیننس کے خلاف اس حکم کے ساتھ دو علیحدہ علیحدہ رٹ درخواستیں نمٹا دیں

لاہور۔ لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس اے۔ ایس سلام نے لاہور کے مجیب الرحمٰن درد اور قصور کے محمد اسلم وغیرہ کی طرف سے حالیہ قادیانی آرڈیننس کے خلاف دائر کردہ دو علیحدہ رٹ درخواستیں اس حکم کے ساتھ نمٹا دیں کہ

**اس قسم کی درخواستوں کی سماعت کا اختیار ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں نہیں**

ایسے معاملات کے متعلق درخواستیں شریعت کورٹ میں داخل کی جاسکتی ہیں۔ جب کہ اس معاملہ پر پہلے ہی شرعی عدالت میں درخواست دائر کی جاچکی ہے۔

رٹ درخواستوں میں درخواست دہندگان کے وکلاء چودھری عزیز احمد باجوہ۔ چودھری عبدالرحمان۔ چودھری اے وحید سلیم۔ چودھری محمد عبداللہ باجوہ۔ مبشر لطیف احمد۔ مرزا نصیر احمد اور یوسف جاوید ایڈووکیٹ نے موقف اختیار کیا تھا کہ صدر پاکستان کو بحیثیت صدر آئین کے آرٹیکل ۸۹ کے تحت ایسا کوئی قانون بنانے کا اختیار نہیں جو پارلیمنٹ وضع نہ کرسکتی ہو اور پارلیمنٹ کو بھی کوئی ایسا قانون بنانے کا اختیار نہ ہے جو آئین کے آرٹیکل ۲۰ کے خلاف ہو آئین کے آرٹیکل ۲۰ کے تحت پارلیمنٹ کو کسی صورت یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی شخص یا جماعت کی مذہبی میں رکاوٹ پیدا کرے۔

آرٹیکل ۲۰ کے تحت ہر شہری آزاد ہے کہ وہ کوئی مذہب اختیار کرے، اور اپنے مذہب کے مطابق عمل کرے اور اس کی تبلیغ کرے۔ جبکہ حالیہ آرڈیننس کے تحت احمدیوں کا یہ بنیادی حق جو انہیں آرٹیکل ۲۰ کے تحت حاصل ہے اس کو چھین لیا گیا ہے۔ لہذا حالیہ آرڈیننس کو آئین کے خلاف ہونے کی وجہ سے کالعدم قرار دیا جائے۔

درخواست دہندگان کے وکلاء نے مزید یہ موقف اختیار کیا تھا۔ کہ حکومت پاکستان بین الاقوامی انسانی حقوق کے چارٹر کے مطابق عمل کرنے کی پابند ہے۔ اس مذکورہ چارٹر کے آرٹیکل ۱۸ کے تحت ہر شخص کو خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ اپنے مذہب کے مطابق عمل کرنے کا اختیار ہے۔ اس مذکورہ چارٹر کے آرٹیکل ۱۸ کے تحت ہر شخص کو خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ اپنے مذہب کے مطابق عمل کرنے اس کی تبلیغ کرنے اور مذہب تبدیل کرنے کا حق حاصل ہے۔ حالیہ آرڈیننس انسانی چارٹر کے خلاف ہے۔ اور پاکستان کی بدنامی کا موجب ہے۔

مزید موقف یہ اختیار کیا گیا کہ ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں بانیٔ پاکستان حضرت قائداعظم نے تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا تھا کہ اس ملک میں مکمل مذہبی آزادی ہوگی اور ہر مذہب والوں کے حقوق برابر ہوں گے۔ بانیٔ پاکستان نے جس لائق اور شریف سیاستدان چودھری سر محمد ظفر اللہ کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کیا تھا وہ آج پاکستان (لاہور) میں موجود ہے۔ اور اس کو حالیہ آرڈیننس کے تحت اپنی مذہبی اذان دینے اور مذہبی رسومات ادا کرنے سے روک دیا گیا ہے۔

وکلاء نے مزید انکشاف انگیز موقف یہ اختیار کیا کہ جس مروجہ قانون کے تحت ہائی کورٹ کو اس رٹ کی سماعت کرنے کا اختیار حاصل نہ ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ وہ قانون باطل ہے۔ کیوں کہ اس کے وضع کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور پھر حالیہ آرڈیننس مختلف شہریوں کے درمیان امتیازی سلوک کا سبب بنا ہے۔

رٹ درخواست میں موقف اختیار کیا گیا تھا کہ صدر پاکستان نے ان علماء کے پراپیگنڈہ کے باوجود احمدیوں کے مخالف ہیں اور اس نیت سے صدر پاکستان کے خلاف پراپیگنڈہ کر رہے تھے۔ کہ صدر کو احمدی ظاہر کرکے نقصان پہنچایا جائے تاکہ سیاسی مقاصد حل کئے جاسکیں صدر نے بجائے اس کے کہ ان تنبیہ کرتے اور ان کی سرکوبی کرتے یہ مناسب خیال کیا۔ کہ ایک پرامن۔ پابند قانون اور محب وطن گروہ کی دل آزاری کی جائے۔

لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس اے ایس سلام نے حالیہ قادیانی آرڈیننس کے خلاف دائر کردہ دونوں رٹ درخواستوں کو مندرجہ بالا حکم کے ساتھ نمٹا دیا۔

(بشکریہ روزنامہ صباح الخیر لاہور ۱۳ جون ۱۹۸۴ء)

# کسی احمدی نے حضرت عیسیٰؑ کی شان میں گستاخی نہیں کی

## گستاخی کے ملزم کا تحریری بیان ہے کہ وہ سنی عقیدہ رکھتا ہے

نظارت امور عامہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے ایک پریس ریلیز میں بعض اخبارات میں شائع ہونے والی اس خبر کی بڑی سختی سے تردید کی ہے کہ ضلع گوجرانوالہ کے کسی گاؤں کے ایک شخص نے گزشتہ ماہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی تھی اور علماء اور عوام کے احتجاج کے تحت یہ شخص اب "قادیانیت" سے تائب ہوگیا ہے

پریس ریلیز میں یہ امر واضح کیا گیا ہے کہ کوئی احمدی یہ تصور بھی نہیں کرسکتا کہ نعوذ باللہ وہ اللہ تعالیٰ کے کسی مقدس نبی اور رسول کی شان میں کسی گستاخی کا مرتکب ہو۔ کجا یہ کہ وہ عملاً اس قسم کی حرکت کرے مہر محمد اشرف نامی جس شخص کی طرف یہ بات منسوب کی گئی ہے اس کا جماعت احمدیہ کے ساتھ کبھی بھی نہ کوئی تعلق رہا ہے۔ اور نہ اب ہے۔ وہ ہرگز احمدی نہیں۔ بلکہ مقامی سرکاری حکام کی تحقیق اور خود اس کے اپنے تحریری اقرار کے مطابق وہ سنی العقیدہ ہے۔ اب ایسے شخص کے بارے میں یہ لکھا جاتا کہ اس نے "قادیانیت" سے توبہ کرلی ہے بالکل لغو اور خلاف واقعہ بات ہے۔ اور محض جماعت احمدیہ کے خلاف کذب بیانی اور اشتعال انگیزی کی ایک مذموم کوشش ہے۔

پریس ریلیز میں اخبارات سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ بلا تحقیق جماعت احمدیہ کے بارے میں ایسی خبریں شائع نہ کیا کریں۔ نیز جماعتوں کے عہدیداروں سے بھی کہا گیا ہے کہ وہ اس قسم کی اشتعال انگیزیوں سے ہرگز متاثر نہ ہوں اور جہاں بھی اس قسم کی کوئی خبر ان کے علم میں آئے اس کی فوری تحقیق کرکے مرکز کو اس سے مطلع فرمایا کریں۔

فوری کرایہ کے لئے خالی ہے

(۱) دارالرحمت غربی میں ایک فلیٹ۔ تین بیڈروم۔ فلش سسٹم۔ جمع سوئی گیس پانی و بجلی ہر قسم کی سہولتوں سے آراستہ۔
(۲) دو دکانیں نزد رحمت بازار۔ کاروباری لحاظ سے نہایت مفید جگہ پر

کلیرنس سیل

بھٹی کلاتھ سٹور پر کلیرنس سیل جاری ہے۔ کپڑے کے علاوہ ۲½ فٹ کے دیسی پالے۔ پانچ کھڑکیاں، ایک عدد ڈونکی پمپ، دو نلکے اور ایک عدد ٹی وی ۲۰" بھی برائے فروخت ہے:

منور احمد بھٹی، بھٹی کلاتھ سٹور۔ رحمت بازار ربوہ

لذیذ چرغہ ہاؤس کی طرف سے عید مبارک کے موقعہ پر

آپ کی خدمت میں ایک اور اضافی سہولت۔

پرسکون۔ پرفضاء اور پردہ خوبصورت لان میں

بیٹھنے کا انتظام

سابقہ روایات کے ساتھ لذیذ چرغہ۔ پولکا آئس کریم اور یخ بستہ بوتلیں آپ کی خدمت کیلئے پیش ہیں

لذیذ چرغہ ہاؤس فضل الٰہی مارکیٹ کالج روڈ۔ ربوہ